انتخابات کے بعد ملک کی سیاسی صورتِ حال

جماعتِ اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۶ تا ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۳ میں ملک کی سیاسی صورت حال پر درج ذیل قرارداد منظور کی:

"جماعتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا یہ اجلاس اس صورتِ حال پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران' اکتوبر ۱۹۹۳ میں ہونے والے حالیہ تیسرے انتخابات بھی ملک کو سیاسی بحران سے نکالنے میں ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔ اسی اندیشہ کے پیش نظر جماعتِ اسلامی نے بروقت سابقہ صدر غلام اسحاق خان' سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور سابق لیڈر آف اپوزیشن محترمہ بینظیر بھٹو سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کر کے ان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ باہمی تصادم سے گریز کریں۔ مفاہمت کی راہ نکالیں۔ مل جل کر کام کریں اور ملک کو پھر کسی نئے بحران سے دوچار کرنے کا سبب نہ بنیں۔ لیکن اس وقت ہمارا یہ مشورہ قبول نہ کیا گیا۔ باہمی محاذ آرائی بڑھتی گئی جو ہمارے اندیشہ کے مطابق اسمبلیاں ٹوٹنے پر منتج ہوئی۔

اسمبلیوں کی یہ برطرفی جس طریقے سے عمل میں آئی اس سے یہ احساس پیدا ہوتا تھا کہ گویا یہ پوری کارروائی کسی سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت انجام پائی ہے۔ پھر سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ میاں محمد نواز شریف اور محترمہ بینظیر بھٹو ایک ایسے شخص کے بطور نگران وزیراعظم کی تقرری پر باہم متفق ہوگئے جو عوام کے لیے اجنبی تھے اور جنہیں اسی مقصد کے لیے فوری طور پر سنگاپور سے اسلام آباد لایا گیا۔ وہ خود بھی . . . ورلڈ بینک سے منسلک رہے ہیں اور انہوں نے اپنی کابینہ کے لیے بھی اکثر ایسے افراد ہی کو چنا جن کا تعلق . . . بین الاقوامی اداروں سے رہا ہے۔ نگران کابینہ نے اپنی دستوری ذمہ داریوں اور اختیارات سے تجاوز کر کے بہت تھوڑے عرصہ میں بھرپور اعتماد کے ساتھ وہ تمام اقدامات کر ڈالے جو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کرانا چاہتے تھے۔

یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ انتخابات سے قبل نگران وزیراعظم نے ملک کے "وسیع تر

مفاد" میں اپنا یہ قیمتی مشورہ بھی دے دیا کہ انتخابات کے بعد نواز شریف اور بینظیر مل کر مخلوط حکومت بنائیں۔ اس مشورہ نے ان شبہات کو تقویت دی کہ اقتصادی اصلاحات کی طرح آئندہ ملک کی سیاسی بساط بچھانے کے پیچھے بھی عالمی اداروں کی خواہش اور منصوبہ بندی کار فرما ہے۔

انتخابات کے دوران سیاسی عناصر کے درمیان باہمی محاذ آرائی میں کوئی کمی نہیں آئی اور ملک کم و بیش دو کیمپوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک میاں محمد نواز شریف کے حامی، دوسرے بینظیر کے حامی۔ لیکن اس شدید محاذ آرائی کے باوجود ان دونوں جماعتوں کے انتخابی امیدواروں پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ دونوں جماعتوں کے اکثر و بیشتر لوگ ایک ہی طرح کے لوگ ہیں۔ دونوں جماعتوں نے کم و بیش ایک جیسے ہی مفاد پرست، استحصال پسند، خود غرض اور بار بار اپنی سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنے والے افراد کو ٹکٹ دیے جو ملک کے سیاسی عدم استحکام اور بدعنوانیوں کا سبب بنتے رہے ہیں۔

ان حالات میں ہم نے پاکستان اسلامی فرنٹ کے پلیٹ فارم سے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے قوم کے سامنے دیانت دار، باصلاحیت، باکردار اور نیک نام افراد کی ایک ٹیم پیش کی۔ ہم نے قریہ قریہ بستی بستی اور شہر شہر گھوم کر اہلِ وطن کو آگاہ کیا کہ اگر آزمائے ہوئے لوگوں کو دوبارہ آزمانے کی غلطی کی گئی تو ملک سیاسی بحران سے نہیں نکل سکے گا اور ان کے مسائل حل نہیں ہو سکیں گے، لیکن اس وقت چونکہ بدقسمتی سے ووٹر دو گروہوں میں منقسم ہو چکے تھے اس لیے ہماری بات کو پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔ اب الیکشن کے نتائج سامنے آ چکے ہیں۔ ان انتخابات نے سیاسی بحران کو حل کرنے کے بجائے مزید سنگین بنا دیا ہے۔ مرکز میں کسی پارٹی کو بھی قطعی اکثریت حاصل نہیں۔ وہاں جو حکومت بھی بنے گی مضبوط اور مستحکم نہیں ہوگی۔ یہی حال ملک کے سب سے اہم اور سب سے بڑے صوبے پنجاب کا بھی ہے۔ یہاں بھی کسی کو اکثریت حاصل نہیں۔ پنجاب کی صوبائی حکومت بھی کمزور اور چند ممبرانِ اسمبلی کے رحم و کرم پر رہے گی۔

صوبہ بلوچستان اور سرحد میں چھوٹی علاقائی اور صوبائی جماعتوں کو زیادہ کامیابی ملی ہے اور یہاں بھی حکومت کی تشکیل جوڑ توڑ ہی کے ذریعے عمل میں آ سکے گی۔ ملک کے حساس ترین صوبے سندھ میں گو پیپلزپارٹی کو اکثریت حاصل ہوگئی ہے، لیکن شہری علاقوں میں بھاری اکثریت ایم کیو ایم کو حاصل ہوئی ہے۔ ۱۹۸۸ کے تجربہ سے خدشہ یہی ہے کہ وہاں حکومت تو بن جائے گی، لیکن صوبہ کشمکش اور بدامنی کے چنگل سے نہ نکل سکے گا۔ ان حالات میں اس امر کی

ضرورت ہے کہ کشاکش کی بجائے افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کیا جائے اور تمام تر توجہ شہری اور دیہی مسائل کو حل کرنے اور صوبہ میں یکجہتی' اخوت اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کر کے اسے ترقی کی راہ پر گامزن کرنے پر دی جائے۔

موجودہ حالات ملک کے عام شہریوں کے لیے شدید تشویش کا باعث ہیں۔ قوم گرانی اور بے روزگاری کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے اور بدامنی کا شکار ہے۔ بھارت ہمیں مسلسل دھمکیاں دے رہا ہے اور اس نے مقبوضہ کشمیر میں مظالم میں اچانک بے انتہا اضافہ کر دیا ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ ہم یک طرفہ طور پر اپنے ایٹمی پروگرام کو منجمد کر دیں اور بھارت کی بالادستی قبول کر لیں۔ کشمیر میں بھی وہ اپنی مرضی کا حل مسلط کرنے کا خواہش مند ہے۔ دوسری طرف انتخابات کے نتیجہ میں نفرتوں میں اضافہ ہوا ہے اور دشمن چاہتا ہے کہ ہماری قومی یکجہتی' اخوت' باہمی الفت پر ضرب کاری لگا کر ہمیں ٹکڑیوں میں بانٹ دے۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ان حالات میں انتخابات میں کامیاب ہونے والی دونوں بڑی پارٹیوں پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنا قومی فریضہ ادا کریں' ملک کو سیاسی بحران سے نکالنے کے لیے مثبت کردار ادا کریں۔ سودے بازی سے نہیں بلکہ صاف ستھرے طریقہ سے جسے اکثریت حاصل ہو جائے' اسے حکومت کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور اقلیتی پارٹی اپوزیشن کا مثبت کردار ادا کرے۔ ایک دوسرے کو نیچے گرانے کا پہلے جیسا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تو جمہوریت کی یہ رہی سہی بساط بھی لپیٹی جا سکتی ہے اور ملک پھر کسی آمریت کا شکار ہو سکتا ہے۔

پاکستان اسلامی فرنٹ سے متعلق ممبران اسمبلی' سپیکر' ڈپٹی سپیکر اور قائد ایوان کے انتخابات کے موقعہ پر علیحدہ رہے ہیں' لیکن ہم اسمبلیوں کے اندر اور باہر مثبت اپوزیشن کا کردار ادا کرتے ہوئے ہر مفید اور مثبت کام میں تعاون کریں گے اور ہماری کوشش ہو گی کہ ان انتخابات کے نتیجہ میں وجود میں آنے والی اسمبلیاں اپنی دستوری مدت پوری کرنے میں کامیاب ہو سکیں' اور سب سے بڑھ کر ہم یہ کوشش کریں گے کہ اس ملک کے عوام اسلام کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ سمجھیں اور اس ملک کی پالیسیاں اسلامی احکام سے ہم آہنگ ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہم نے اپنی انتخابی مہم میں جو پیغام قوم کو دیا تھا' وہ مبنی بر حق تھا اور آنے والا وقت اس کی قدر و قیمت کو مزید واضح کر دے گا۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مرکز میں قائم ہونے والی حکومت' پاکستان کے دستور کے مطابق ملک و ملت کے بہترین مفاد کے حصول کی سعی کرے اور عوام کے مسائل حل

کرنے کا جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرے' نیز بیرونی دباؤ کے آگے جھکنے کے بجائے ملک کی معاشی و سیاسی آزادی کا پورا تحفظ کرے۔ ایٹمی توانائی کے پروگرام کی تکمیل کرے اور کشمیر کے مسئلہ کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے کے لیے موثر جدوجہد کرے۔ نیز ملک میں تصادم کی سیاست کی جگہ رواداری اور افہام و تفہیم کے ذریعے جمہوری عمل کو مستحکم کرے۔

اس موقع پر ہم یہ حقیقت بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے اور اسلام کی بنیاد ہی پر قائم رہ سکتا ہے۔ اگر نئی حکومت نے قرآن و سنت کے احکام کو جاری کرنے اور خلافِ اسلام باتوں کو ختم کرنے میں کوئی کوتاہی دکھائی تو قوم اسے برداشت نہیں کرے گی۔ نیز دستور کی اسلامی دفعات کو بدلنے کی کوئی کوشش کی گئی تو اس کی مزاحمت کی جائے گی۔

بقیہ : مطبوعات

بہائی لٹریچر: اس لٹریچر کے پیکٹ میں ہمارے پاس تین کتب موصول ہوئیں !

(۱) حضرت بہاء اللہ: تصویب : محفلِ مقدس ملی بہائیان پاکستان' ناشر بہائی پبلشنگ ٹرسٹ' بہائی ہال' بزنس ریکارڈر' لاہور یا پوسٹ بکس نمبر ۷۴۲۰ کراچی۔

(۲) قیدی اور سلاطین' تدوین وغیرہ لجنہ ملی' نفحات اللہ' پاکستان' لاہور۔ ناشر' بہائی پبلشنگ ٹرسٹ' کراچی نمبر۵' پوسٹ بکس ۷۴۲۰۔

(۳) ثنائے بہاء۔ بہاء اللہ اور بہائیت کی شعری ثناء خوانی۔ شاعر: صابر آفاقی' باجازت محفل مقدس ملی' ناشر: ادبیات' مظفر آباد۔ صفحات ۱۰۳۔ قیمت ۷۰ روپے۔

نہایت اچھے معیارِ طباعت و اشاعت کے ساتھ ان نگارشاتِ بہائیت کو دیکھا۔ اور بے اختیار زبان سے نکلا : "ایں گل دیگر شگفت"۔ پاکستان کی مٹی بہت زرخیز ہے اور ہر فتنے کا بیج قبول کرنے اور اسے پروان چڑھانے کی خوبی رکھتی ہے۔ ذکری مذہب ہو کہ قادیانیت' الطاف کی ایم کیو ایم ہو یا جی ایم سید کی شرر بار فکر' سب کیلئے دامنِ وطن وا ہے۔ بلکہ "را" "موساد" "کے جی بی" "سی آئی اے" ' تخریب کاروں اور ڈاکوؤں' سب کے لیے یہاں محفوظ پناہ گاہ ہے۔

جب پہلے پہل بہائیت کے دفتر قائم ہونے لگے تو اس وقت واضح تھا کہ سیکولر مائنڈڈ دانشوروں اور سیاست بازوں اور صحافیوں کے اس جنگل میں یہ بیل خوب پھیلے گی اور پھولے گی۔ اب گویا نیا مرحلہ کار شروع ہوگیا ہے۔ ہم نے ان کتابوں کو فی الحال سرسری طور سے دیکھا' کیونکہ